



سوال

(1192) مردوں اور عورتوں کا آزادانہ میل جول

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عورتوں مردوں کے آزادانہ میل جول اور اختلاط کے بارے میں اسلام کی کیا رائے ہے؟ اس بارے میں بہت بحثیں ہوتی رہتی ہیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مردوں عورتوں کا اختلاط اور آزادانہ میل جول ایک اہم سنگین مسئلہ ہے۔ اس بارے میں فضیلۃ الشیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کا ایک تفصیلی فتویٰ جاری ہو چکا ہے، جو درج ذیل ہے:

مردوں عورتوں کا اختلاط تین طرح سے ہو سکتا ہے:

1: عورتوں کا لپٹنے محرموں کے ساتھ اختلاط۔ اس کے جواز اور مباح ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

2: برے مقصد اور بری نیت سے عورتوں کا غیر محرموں اور اجنبیوں کے ساتھ اختلاط۔ اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

3- سکولوں، کالجوں، دفاتروں، ہسپتالوں، دکانوں اور دیگر پارٹیوں اور اجتماعات میں ان کا آزادانہ اختلاط شاید سائلین یہ سمجھتے ہیں کہ ان اجتماعات اور اختلاط میں کوئی شر اور فتنہ اور برائی نہیں ہے۔ اس سبب کا جواب ہم تفصیل سے دینا چاہتے ہیں۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو طاقت ور بنایا ہے، یہ عورتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں اور عورتیں بھی باوجود اپنی طبعی کمزوری اور نرمی کے مردوں کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ جب ان دونوں اصناف میں آزادانہ اور بے باک اختلاط اور میل جول بڑھتا ہے تو اس کے غلط نتائج یقیناً سامنے آتے ہیں کیونکہ (إِنَّ النَّفْسَ لَأَنفَرَةٌ بِالسُّوءِ) ”نفس انسان کو برائی کی طرف بہت زیادہ آمادہ کرتا ہے۔“ اور خواہش انسان کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔ اور شیطان ہمیشہ برائی اور بے حیائی کا ہی حکم دیتا ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ اسلامی شریعت چند مقاصد پر مبنی ہے، ان مقاصد کے لیے کچھ وسائل اور ذرائع مقرر کیے گئے ہیں، جن میں بڑی بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ عورتیں، مردوں کی خواہش پوری کرنے کا مقام ہیں اور شریعت نے ان دونوں کے مابین غلط روابط کی راہیں مسدود کر دی ہیں۔ جن کی کچھ وضاحت کتاب و سنت کے درج ذیل دلائل سے واضح ہوگی:

1: سورہ یوسف میں ہے:



وَرُوْدُهُ الَّتِي بُنِي بِهَا عَن نَّفْسِهِ وَغَلَقَتِ الْاُولُوْبُ وَقَالَتْ بَيْتِكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّ رَبِّيْ اَحْسَنُ مَثْوٰى اِنَّهُ لَنُفْحُ الظّٰلِمُوْنَ ۚ ۲۳ ... سورة بلسف

”اور بلسف کو اس عورت نے، جس کے گھر میں وہ بہتے تھے اپنے نفس کے متعلق بہلانا پھسلانا شروع کیا، اور دروازے بند کر دیے اور کہا: لو آ جاؤ۔ بلسف نے کہا: اللہ کی پناہ، وہ میرا سردار ہے، جس نے مجھے بہت اچھی طرح رکھا ہے، اور ظالم فلاح نہیں پایا کرتے۔“

اس واقعہ میں اس بات کا ثبوت ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی اور بلسف علیہ السلام کے مابین اختلاط ہوا تو چھپی بات ظاہر ہو گئی۔ عورت نے چاہا کہ بلسف علیہ السلام اس کی بات مان لیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انہیں محفوظ رکھا:

فَاَسْتَجَابَ لِرَبِّهٖ فَحَصْرَتْ عَنْهُ كَيْدَہُنَّ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۙ ۳۴ ... سورة بلسف

”اللہ نے اس کی دعا قبول کر لی اور عورتوں کے دافنچ سے اس پھیر دیے، بلاشبہ وہ خوب سننے والا جلنے والا ہے۔“

چنانچہ جب بھی کہیں مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، ہر ایک دوسرے سے اپنی خواہش پوری کرنا چاہتا ہے اور اس کے لیے ہر ممکن وسائل بھی استعمال کرتا ہے۔

2: اللہ عزوجل نے مردوں کو حکم دیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں، ایسے ہی عورتوں کو بھی ہے:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ لِغُضُوْا مِنْ اَبْصَارِہِمُ وَحَفِظُوْا فُرُوْجَہُمْ ذٰلِكَ اَزْکٰی لَہُمْ اِنَّ اللّٰہَ جَبِیْرٌ مَّا یَصْنَعُوْنَ ۙ ۳۰ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ لِيَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِہُنَّ

۳۱ ... سورة النور

ان آیات کا حکم ووجوب عمل کا تقاضا کرتا ہے۔ اور پھر آخر میں فرمایا: ”یہ عمل تمہارے لیے زیادہ پاکیزگی اور زیادہ طہارت کا باعث ہے۔“ صاحب شریعت نے عورتوں کو اس طرح دیکھنے کو معاف نہیں فرمایا ہے، سوائے اس کے جو نظر اچانک پڑ جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ”اے علی! اپنی نظر کے پیچھے دوسری نظر مت لگا۔ بلاشبہ تیرے لیے پہلی مباح ہے، دوسری نہیں۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فیما یومر بہ من غرض البصر، حدیث: 2149 سنن الترمذی، کتاب الادب، باب نظرة المفاجاة، حدیث: 2777 ومسند احمد بن حنبل: 159/1، حدیث: 1373-) (مستدرک حاکم، صحیح علی شرط مسلم، اور امام ذہبی نے تلخیص میں ان کی موافقت کی) اور اس معنی کی کئی احادیث ہیں۔ اللہ نے نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ ناجائز دیکھنا نظر کا زنا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرمایا کہ ”آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور قدموں کا زنا چلنا ہے۔“ (صحیح مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظہ من الرتا وغیرہ، حدیث: 2657 سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فیما یومر بہ من غرض البصر، حدیث: 2153 ومسند احمد بن حنبل: 2/343، حدیث: 8507، السنن الکبریٰ للبیہقی: 89/7، حدیث: 13288-)

نظر کو زنا اس لیے کہا گیا ہے کہ آدمی عورت کے محاسن اور خوبصورتی کو دیکھنے سے لذت پاتا ہے، جو دیکھنے والے کے دل میں اتر جانے کا باعث ہے۔ اگر وہ دل میں اتر گئی تو پھر لازماً بدکاری کے لیے بھی کوشش کرے گا۔ لہذا صاحب شریعت نے پہلے ہی قدم پر عورت کو دیکھنا ناجائز قرار دے دیا ہے، کیونکہ اس کے نتائج برے اور غلط نکلتے ہیں، اور آزادانہ اختلاط اور میل جول یہی کچھ لاتا ہے جس کا انجام کسی طرح بھی قابل تحسین نہیں ہو سکتا۔

3: ایک عورت سراسر "عورہ" یعنی قابل ستر چیز ہے۔ اس کا سارا بدن چھپا ہوا ہونا چاہئے۔ اس کا عریاں ہونا یا جس قدر بھی وہ ننگا ہو، دیکھنے جانے کی دعوت کی دعوت دیتا ہے۔ یہ نظر اس کے دل میں ٹک جانے کا باعث بنتی ہے۔ پھر اس کے حاصل کرنے کے لیے اسباب و ذرائع تلاش کیے جائیں گے، اور آزادانہ اختلاط کا عین یہی نتیجہ ہے۔

4: اللہ عزوجل نے عورتوں کو حکم دیا ہے:

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِہِنَّ لِیَعْلَمَ مَا تَخْفٰیْنَ مِنْ زِیْنَتِہُنَّ ... ۳۱ ... سورة النور



”اور یہ چلتے ہوئے اپنے پاؤں نہ پٹکیں کہ ان کی چھپی زینت ظاہر ہو۔“

زمین پر پٹتے ہوئے پاؤں پٹک لینا بنیادی طور پر جائز ہے، مگر عورتوں کو اس سے منع کر دیا گیا ہے، تاکہ مردوں کو ان کے پاؤں کی آواز سنائی نہ دے کہ اس سے ان کے دلوں میں ان عورتوں کے لیے ان کے صنفی جذبات کو تحریک ملے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آزادانہ اختلاط سے منع کیا جاتا ہے کہ اس کا نتیجہ بھی معاشرتی برائی ہی کی صورت میں نکلتا ہے۔

5: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَعْلَمُ خَائِبَتِي الْعَيْنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۱۹ ... سورة الغافر

”اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والی آنکھوں اور جو دل چھپاتے ہیں، ان کو خوب جانتا ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان آیات کے بارے میں مستقول ہے کہ آدمی کسی کے گھر جاتا ہے، اور اگر وہاں کوئی خوبصورت عورت ہو جو اس کے پاس سے گزرے، تو اگر گھر والے غافل ہوں تو یہ اسے دیکھنے لگتا ہے، اور اگر وہ متنبہ ہو جائیں تو یہ اپنی نظر میں جھکا لیتا ہے۔ پھر اگر وہ غافل ہوں تو دیکھنے لگتا ہے اور متنبہ ہو جائیں تو اپنی نظر میں جھکا لیتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ دل کی بات بھی خوب جانتا ہے کہ اس کے جی میں ہے کہ اگر موقع ملے تو اس شرمگاہ کو دیکھ لے، پھر اگر موقع ملے تو بدکاری بھی کر گزرے۔

یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چوری سے دیکھنے والی آنکھ کو خائن اور چور آنکھ کہا ہے۔ تو ذرا غور کیا جائے کہ بے باکانہ اختلاط اور میل جول میں کیا ہوتا ہے؟

6: اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بالخصوص حکم دیا ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ... ۳۳ ... سورة الاحزاب

”اور اپنے گھروں پر ٹکی رہو اور پہلی سابقہ جاہلیت کے سے انداز میں اپنی زینت کا اظہار نہ کرو۔“

یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ جب ازواج نبوی کو، جو ہر طرح سے طاہر، مطہر اور پاکیزہ ہیں، حکم دیا گیا ہے کہ اپنے گھروں میں رہیں اور خص ضرورت کے علاوہ باہر نہ جائیں، تو عام عورتوں کو اختلاط کی کیسے اجازت دی جاسکتی ہے؟ جبکہ اس دور میں عورتوں کی سرکشی حد سے بڑھ رہی ہے، وہ اپنی حیا کی چادر اتار پھینکنے پر آمادہ ہیں اور بڑی بے پروائی سے اجنبی اور غیر مردوں کے سامنے اپنی زینت اور سنگار کا اظہار کرتی ہیں، کھلے منہ ان کے سامنے آجاتی ہیں، اور لباس کا معاملہ بھی ناگفتہ بہ ہے۔ اور دوسری طرف ان کے ولی امر مردوں کی دینی غیرت بھی جاتی رہی ہے۔ اس آیت کریمہ کا خطاب حکم کے اعتبار سے عام ہے، اس کے ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کے لیے خاص ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

اور اب ہم احادیث رسول سے دلائل پیش کرتے ہیں:

1: سیدہ ام حمید رضی اللہ عنہا جلیل القدر صحابی ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں پسند کرتی ہوں کہ آپ کے ساتھ آپ کے پیچھے نماز پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تو میرے ساتھ میرے پیچھے نماز پڑھنا پسند کرتی ہے، مگر تیری نماز جو تو اپنے کمرے میں پڑھے، وہ تیری اس نماز سے بہتر ہوگی جو تو اپنے صحن میں پڑھے۔ اور تیری وہ نماز جو تو اپنے صحن میں پڑھے۔ چنانچہ ان خاتون نے کہا کہ میرے لیے ایک دور کے کمرے میں جو تاریک ہو، نماز بنا دی جائے، پھر وہ بنا دی گئی۔ انہوں نے اپنی باقی ساری زندگی میں کہیں اور نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ ان کی وفات ہو گئی۔ (مسند احمد بن حنبل: 371/6، حدیث: 27135 و صحیح ابن خزیمہ: 95/3، حدیث: 1689، صحیح ابن حبان: 595/5، حدیث: 2217 -)

صحیح ابن کزیمہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عورت کی اللہ تعالیٰ کے بس سب سے محبوب نماز وہی ہے جو وہ اپنے



کھر کے تار یک ترین کھرے میں ادا کرے۔“ (صحیح ابن خزیمہ: 96/3، 95، حدیث: 1691، 1692۔)

علاوہ ازیں بھی کئی احادیث ہیں جن میں یہی بیان ہے کہ عورت کے لیے افضل یہی ہے کہ وہ مسجد کے بجائے اپنے گھر میں نماز پڑھے۔

اس میں یہی دلیل ہے کہ عورت کی عبادت وہی افضل ہے کہ جو وہ اپنے گھر میں ادا کرے۔ اس کی یہ نماز مسجد نبوی بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت سے بھی بڑھ کر ہے۔ لہذا مردوں عورتوں کو اختلاط سے منع کرنا لائق اولیٰ ثابت ہوا۔

2: صحیح مسلم اور ترمذی وغیرہ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مردوں کی بہترین صفیں وہ ہیں جو ابتدا میں ہوں، اور کم درجہ وہ ہیں جو آخر میں ہوں۔ اور عورتوں کی بہترین صفیں وہ ہیں جو آخر میں ہوں، اور کم درجہ وہ ہیں جو شروع میں ہوں۔“ (صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تسویۃ الصفوف واقامتها، حدیث: 440 و سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب صف النساء وکراهیۃ التاخر عن الصف الاول، حدیث: 678 و سنن الترمذی، الباب الصلاة، باب فضل الصف الاول، حدیث: 224 و سنن النسائی، کتاب الامامۃ، باب ذکر خیر صفوف النساء وشر صفوف الرجال، حدیث: 820 و سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاة والسنة فیها، باب صفوف النساء، حدیث: 1000۔)

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

اس میں دلیل یوں ہے کہ عورتوں کے لیے، جب وہ مسجد میں آئیں، مشروع یہ ہے کہ مرد نمازیوں سے دور اور الگ رہیں۔ پھر بیان کیا کہ عورتوں کی کم درجہ صفیں وہی ہیں جو ابتدا میں ہوں، اور جو آخر میں ہوں وہ افضل ہیں۔ ان کی فضیلت صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ مردوں کے اختلاط اور ان کو دیکھنے سے دور ہوتی ہیں۔ ان کی حرکات دیکھنے سے یا ان کا کلام سن کر ان کا دل ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اور شروع کی صفوں کو اس کے برعکس فرمایا کیونکہ وہ مردوں سے قریب، ان کی حرکت دیکھتی اور ان کی آوازیں سنتی ہیں، تو ان کا دل ان کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اسی طرح مردوں کی کرسی صفیں کم درجہ صرف اسی وجہ سے ہیں کہ وہ جلدی نہیں پہنچے، امام کا قرب حاصل نہیں کر سکے، اور پھر آخر میں عورتوں کے قریب ہونے جو دل کو مشغول کرنے والی ہوتی ہیں اور ممکن ہے اس کے لیے تشویش کا باعث بنیں اور اس کی عبادت ہی خراب کر دیں۔ تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیفیت عورتوں سے صرف قریب ہونے کی بتائی ہے۔ اختلاط کی نہیں، تو جب اختلاط ہوگا تو کیا حال ہوگا؟

3: صحیح مسلم میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم عورتوں سے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں آئے تو خوشبو نہ لگائے۔“

مسند احمد، ابوداؤد اور مسند شافعی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی بندگیوں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو۔ لیکن چاہئے کہ یہ ”تقلات“ یعنی خوشبو لگائے بغیر آئیں۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد، حدیث: 565۔ مسند احمد بن حنبل: 438/2، حدیث: 9643۔ مسند الشافعی، ص: 171، حدیث: 819 و مصنف ابن ابی شیبہ: 156/2، حدیث: 7609۔)

علامہ ابن دمیق العید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی روشنی میں مسجد میں آنے والی عورت کے لیے خوشبو لگا کر آنا حرام ہے۔ کیونکہ یہ مردوں کو دعوت دینے اور ان کے جذبات کو تحریک دینے کا بلکہ خود عورت کے لیے بھی تحریک کا باعث ہو سکتی ہے۔ اور مزید کہا کہ خوشبو کے ساتھ ساتھ خوبصورت لباس، خوبصورت زیور، جو ظاہری حالت کو عمدہ بنا دیتا ہے، بھی ناجائز ہے۔ اور عین یہی علت اختلاط ہے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ نے معالم السنن (شرح سنن ابی داؤد) میں ”تقل“ کے معنی لکھے ہیں کہ جس کی یونا گوار ہو۔ لگ امرأة تقلتہ“ اس عورت کو کہتے ہیں جس نے خوشبو نہ لگائی ہو۔

4: سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں پھوڑا ہے جو ان کے لیے



زیادہ نقصان دہ ہو۔“ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما ینتی من شوم المرأة، حدیث: 4808۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار، باب اکثر اهل البیت الفقراء، حدیث: 2740۔ سنن الترمذی، کتاب الادب، باب تحذیر فتنۃ النساء، حدیث: 2780، وسنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ النساء، حدیث: 3998۔)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مردوں کے لیے باعث فتنہ فرمایا ہے۔ فتنے کا باعث بننے والی عورتوں اور ان سے متاثر ہونے والے مردوں کو کیونکر ٹکھے کیا جاسکتا ہے؟ یقیناً یہ جائز نہیں ہوگا۔

5: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یقیناً دنیا بڑی شیریں اور سرسبز و شاداب ہے اور اللہ نے تمہیں یہاں آباد کیا ہے۔ اور دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ لہذا دنیا سے بچو اور عورتوں سے بھی۔ بلاشبہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلے عورتوں ہی کا فتنہ برپا ہوا تھا۔“ (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار، باب اکثر اهل البیت الفقراء، حدیث: 2742 سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ بما حو حائن الی یوم القیامت، حدیث: 2191، ومسند احمد بن حنبل: 22/3، حدیث: 1185۔)

اس حدیث میں ثبوت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے (انجمنی) عورتوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے اور آپ کا حکم واجب الطاعت ہے۔ اگر مردوں عورتوں کا آزادانہ میل جول اور اختلاط ہو تو اس ارشاد پر عمل کیونکر ہو سکے گا؟ یقیناً ناممکن ہوگا، لہذا یہ ناجائز ہے۔

6: سنن ابی داؤد اور کتاب السنن بخاری میں ہے، جناب حمزہ بن ابی اسید انصاری رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا، جبکہ وہ مسجد سے نکل رہے تھے اور مردوں عورتوں کا رستے میں اختلاط ہو گیا تھا، آپ نے عورتوں سے فرمایا: ”بیچھے ہٹ جاؤ، تمہارے لیے رستے کے عین درمیان چلنا درست نہیں ہے، راستوں کے اطراف میں ہو کر چلا کرو۔“ چنانچہ عورت دلوار کے ساتھ لگ کر چلتی تھی حتیٰ کہ اس کا کپڑا دلوار کے ساتھ ٹک جاتا تھا۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی مشی النساء مع الرجال فی الطریق، حدیث: 5272۔ المعجم الکبیر للطبرانی: 261/19، حدیث: 580۔ شعب الایمان للبیہقی: 173/6، حدیث: 7822۔ السنن لبخاری، ص: 55، (مختصراً)۔)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتوں کو جب عین رستے کے درمیان چلنے سے اور مردوں کے ساتھ اختلاط سے روک دیا گیا ہے، کیونکہ اس سے معاشرتی فساد جنم لیتا ہے، تو آزادانہ اختلاط اور میل جول کو کیونکر جائز کہا جاسکتا ہے؟

7: ابوداؤد طیالسی وغیرہ میں ہے، جناب نافع حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسجد بنائی تو اس میں عورتوں کے لیے ایک علیحدہ دروازہ خاص کر دیا اور فرمایا: (اللیح من ہذا الباب من الرجال احد) ”اس دروازے سے کوئی مرد نہ گزرے۔“ (مسند الطیالسی، ص: 251، حدیث: 1829۔) تاریخ کبیر بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لا تہملوا المسجد من باب النساء) ”مسجد میں آتے ہوئے عورتوں کے دروازے سے مت داخل ہو۔“ (التاریخ الکبیر للطبرانی: 60/1 وسنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی اعتزال النساء فی المساجد عن الرجال، حدیث: 464۔)

آپ علیہ السلام نے مسجد میں آنے جانے کے اوقات میں دروازوں میں اختلاط سے منع فرمایا ہے، تاکہ اختلاط کا راستہ ہی بند ہو جائے۔ جب مسجد کے دروازوں کا یہ حکم ہے تو باقی مقامات پر بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔

8: صحیح بخاری میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام کہتے تو سلام پورا ہونے پر عورتیں اٹھ کھڑی ہوتیں اور آپ علیہ السلام کچھ دیر اپنی جگہ پر تشریف رکھتے، حتیٰ کہ عورتیں روانہ ہو جاتیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے تو مرد بھی اٹھتے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب صفة الصلاة، باب انتظار الناس قیام الامام العالم، حدیث: 828، وايضا، باب ما یتحیر من الدعاء بعد التصدد ویلیس بواجب، حدیث: 802، وايضا، باب مکث الامام فی مصلاة بعد السلام، حدیث: 812، وايضا، باب صلاة النساء خلف الرجال، حدیث: 832۔)



اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہے کہ نمازوں کے بعد راستوں میں اختلاط منع ہے تو اس کے علاوہ دیگر مقامات پر بھی منع ہے۔

9: مجھ کبیر طبرانی میں ہے، حضرت معتقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی تم میں سے اپنے سر میں لوہے کی سوئی مار لے، یہ اس کے لیے بہتر ہے کہ کسی اجنبی عورت کو مس کرے جو اس کے لیے حلال نہیں۔“ (البعجم الکبیر للطبرانی: 211/20، حدیث: 486-)

علامہ بیہقی مجمع الزوائد میں کہتے ہیں کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ اور علامہ منذری نے الترغیب والترہیب میں کہا: اس کے رجال ثقافت ہیں۔

10: طبرانی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لان یزحم رجل خنزیرا متلطی بطنین و حماة خیر له من أن یزحم منکب امرأة لا تلخ له)

”تم میں سے کوئی بدبودار کچھڑے سے لت پت خنزیر سے ٹکرائے یہ اس کے لیے بہت بہتر ہے، بجائے اس کے کہ اس کا کندھا کسی عورت کے ساتھ ٹکرائے جو اس کے لیے حلال نہیں۔“ (البعجم الکبیر للطبرانی: 205/8، حدیث: 7830-)

یہ احادیث ثابت کرتی ہیں کہ مرد کو کسی غیر محرم عورت کے ساتھ مس ہونا کسی طرح جائز نہیں، خواہ درمیان میں کوئی حائل ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ اس کے اثرات اور نتائج بہت برے ہیں۔ اس لیے مرد و زن کا اختلاط ممنوع ہے۔

تو جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کے اختلاط میں کوئی فتنہ نہیں ہوتا، یہ محض ان کا اپنا خیال ہے ورنہ قرآن کریم اور احادیث کے دلائل جو اوپر بیان ہوئے ہیں، ان سے واضح ہے کہ ایسے آزادانہ اور بے باک اختلاط اور میل جول کا نتیجہ سوائے فتنے کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے صاحب شریعت نے اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے ناجائز قرار دیا ہے۔ ہاں البتہ جہاں اشد ضرورت ہو وہاں اس کی اجازت ہوگی جیسے کہ حرم کی اور مدنی میں عبادات کے مواقع پر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان مسلمانوں کو ہدایت دے جو راہ مستقیم سے بھٹک رہے ہیں، اور جو راہ راست پر ہیں انہیں ثابت قدم رکھے اور ان کے حکام کو توفیق دے کہ بھلائی کے کام کریں، برائی سے بچیں اور احمق لوگوں کا ہاتھ روکیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا، قریب اور دعا قبول کرنے والا ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

احکام و مسائل، خواتین کا انسائیکلو پیڈیا

صفحہ نمبر 838

محدث فتویٰ